

اسلامی جہاد کی اہمیت اور اسکے اصول

مولانا قاری سعید الرحمن خطیب جامعہ اسلامیہ راولپنڈی صدر

(ماہزادہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمن صاحب مدظلہ خلیفہ حضرت تھانوی سابق صدر مظاہر العلوم)

اسلام صرف چند عبادتوں کا مجموعہ نہیں۔ اور نہ صرف اعتقادات کی حد تک اس کی تعلیم محدود ہے۔ بلکہ وہ اپنے پیروکاروں کو عقائد، عبادات، معاملات، تہذیب و تمدن اور امن و جنگ کے سب مسائل سکھانا ہے۔ ہم نے اپنے مذہب کو صرف چند رسومات کا مجموعہ سمجھ لیا ہے۔ اور یہ درحقیقت اس پروپیگنڈا کا اثر ہے جو یورپ مذہب کے بارے میں کرتا رہا ہے۔ کہ مذہب انسان کا ایک نجی فعل ہے جس کا دائرہ صرف اس کی ذات تک محدود ہے۔ اجتماعی امور اور عمرانیات وغیرہ میں یورپ مذہب کی دخل اندازی گوارا نہیں کرتا۔ ہمارے لئے ہر معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نمونہ ہے۔ آپ نے زندگی کے ہر معاملہ میں امت کے لئے واضح تعلیمات چھوڑی ہیں۔

اس وقت ہمارا ملک ہندوستانی سامراج کا شکار ہے۔ ہندوستان اپنی قوت اور فوجی ساز و سامان کی کثرت اور افرادی طاقت کی وجہ سے وہ ہمارے ملک پر حملہ آور ہوا ہے۔ اس کی حیثیت ظالم کی ہے، اور ہماری مظلوم کی۔ اس وقت ہم کو اپنی پوری قوت سے اس سامراج کا مقابلہ کرنا ہے۔ اور قوم میں روح جہاد پھونک کر کفر کی اینٹ سے اینٹ بجانے کا عزم کرنا ہے۔ کافر سے مسلمان کی جنگ ایک عظیم مقصد کے لئے ہوتی ہے۔ وہ خدا کے کلمہ کو سربلند کرنے، اپنے مظلوم مسلمان بھائیوں کی مدد اور استبدادی پنجوں میں جکڑے ہوئے غلام مسلمانوں کو آزاد کرانے کی خاطر میدان جنگ میں کودتا ہے۔ اور جس قوم کے یہ مقاصد ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی شامل حال ہوتی ہے۔

کفر اور اسلام کا پہلا مقابلہ بدر کے میدان میں ہوا۔ اس معرکہ میں جس محیر العقول طریقہ سے کفر کے زور کو توڑا گیا۔ اور جس بہادری اور بے جگرگی سے مسلمانوں نے جنگ کی اور پھر جن غیبی طریقوں سے اللہ تعالیٰ مدد مسلمانوں کو ملتی رہی۔ یہ درحقیقت اسلامی تعلیمات پر عمل کا نتیجہ تھا۔

کامیابی کے اصول بدد کی جنگ شروع ہونے سے قبل اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کامیابی کے چند اصول بتلائے اور حکم دیا کہ کفر کی طاقت کو توڑنے کے لئے تم کو ان اصولوں پر سختی سے کاربند رہنا چاہئے۔ آج ہماری بھی ہندوستان سے پہلی بے گیر جنگ ہے۔ جو کسی ایک محاذ پر محدود نہیں۔ آئیے! ہم ان اصولوں پر پھر غور کریں جن پر عمل کر کے صحابہ کرام نے پہلی جنگ میں عظیم کامیابی حاصل کی۔

سورۃ انفال میں خدا کا ارشاد ہے :

یا ایہا الذین آمنوا إذا القیتم فی سعة	اے ایمان والو! جب تم مقابلہ کرو کسی فوج
فامتبوا واذکر واللہ کثیر العلم	سے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو
تفاحون واطیعوا اللہ ورسولہ	تاکہ تم مراد پاؤ۔ اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول
ولا تنازعوا فتعشلوا و تفرق	کد اور آپس میں نہ جھگڑو۔ پس نامرد ہو جاؤ گے
و یحکم راصبر واللہ مع الصابین	اور جاتی رہے گی تمہاری۔ اور صبر کرو۔ بیشک
ولا تکنوا الذین خرجوا من حیاہم	اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور نہ
بطرأ فنیاء الناس ولیسدون عن	ہو جاؤ ان پیچھے جو کہ نکلے اپنے گھروں سے
سبیل اللہ واللہ بما تعلمون محیط	اتراتے ہوئے۔ اور لوگوں کو دکھانے کو اور

روکتے تھے اللہ کی راہ سے اور اللہ کے قابو میں ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

ان آیتوں میں سب سے پہلے ثابت قدمی کا ذکر ہے۔ کسی قوم کی کامیابی کا لازمی شرط اس کی ثابت قدمی جرات و بہادری پر ہے۔ مسلمان چونکہ ایک عظیم مقصد کے لئے لڑتا ہے، اس لئے پیچھے ہٹنا یا پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا یا دشمن سے مرعوب ہو جانا ان سب باتوں سے وہ نا آشنا ہے۔ قرآن کی دوسری آیت پر غور فرمائیے :

یا ایہا الذین آمنوا إذا القیتم الذین	اے ایمان والو! جب مقابلہ کرو تم کافروں
کفر و زحفا فلا تقویہم	کفر میں تو مت پھیرو ان سے

یولعم یومئذ ذبرہ الا متحر فالقتال
او متحیرا الی فئۃ فقد باء بغضب
من اللہ ومآدا لا جہنم وبئس المصیر
پہیٹ۔ اور جو کوئی پھیرے ان سے پہیٹ اس
دن مگر یہ کہ ہنر کرتا ہو رٹائی یا جالتا ہو فوج
میں سو وہ پھر اللہ کا غضب لیکر۔ اور اس کا
ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بغیر کسی جنگی مصلحت کے محض دشمن کے خوف سے پیچھے ہٹنا خدا کے غضب کے مستحق ہونے اور جہنم میں جانے کا سبب ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

اجتنبوا السبع الموبقات قالوا یا رسول اللہ
وما هن قال الشرب باللہ والسحر
وقتل النفس التي حرم اللہ الا بالحق
واکل الربوا واکل مال الیتیم والتولی
یوم الرخف وقذف المحضات
المؤمنات الخافلات۔ (متفق علیہ)
سات ہلاک، کمر نیوالی چیزوں سے بچو۔ صحابہ
نے عرض کیا وہ کون سی سات چیزیں ہیں۔
آپؐ نے فرمایا: ۱۔ شرک، ۲۔ سحر، ۳۔ قتل
۴۔ سود کھانا، ۵۔ یتیم کا مال کھانا، ۶۔ جنگ کے
وقت پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا، ۷۔ معصوم عورتوں
پر بہتان لگانا۔

حدیث کے لفظ ”الموبقات“ سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سات چیزیں اپنے اندر
ہلاکت آفرینیوں کا سامان رکھتی ہیں۔ چھٹے نمبر کو دیکھئے، دشمن سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا اتنا سنگین
جرم ہے کہ اس سے صرف اسی کو نقصان نہیں پہنچتا بلکہ پوری فوج بددلی کا شکار ہو جاتی ہے۔ اس
لئے اسلام نے سختی سے مجاہدین کو اس حرکت سے منع کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
اور صحابہ کرام کی زندگیاں ثابت قدمی کا بہترین نمونہ ہیں۔ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ گھمسان
کے دن میں اگر ہمیں پناہ ملتی تو حضورؐ کے یہاں ملتی۔ غزوہ حنین کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے شجاعانہ نعرہ انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبد المطلب۔ نے بکھرے مسلمانوں کو ایک
پلیٹ فارم پر جمع کر لیا۔ غزوہ موتہ کے موقع پر حضرت طیارؓ و دیگر صحابہ کے کارنامے ہمارے
لئے سبق آموز ہیں۔

دور خلافتِ عمرؓ کا ایک واقعہ پڑھئے۔ حضرت سعدؓ کی زبردستی دگی جب مسلمانوں کی
فوجیں ایرانیوں کو قادیسیہ، بابل، اور بہرہ شہر میں شکست دیتی ہوئی مدائن کی طرف بڑھیں تو
درمیان میں دریائے دجلہ تھا۔ ایرانیوں نے پل باندھے ہوئے تھے تو نہ

بیکار کر دئے تھے۔ سعد فوج و جلد کے کنارے پہنچے تو نہ پل تھا نہ کشتی۔ فوج کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ برادران اسلام! دشمن نے ہر طرف سے مجبور ہو کر دریا کے دامن میں پناہ لی ہے۔ یہ ہم بھی سر کر لو تو مطلع صاف ہے۔ یہ کہہ کر دریا میں گھوڑا ڈال دیا۔ ان کو دیکھ کر اردوں نے بھی ہمت کی اور سب نے گھوڑے، دریا میں ڈال دئے۔ دریا اگرچہ نہایت ذخار اور موج تھا۔ لیکن ہمت و جوش نے طبیعتوں میں یہ استقلال پیدا کر دیا تھا کہ موجیں برابر گھوڑوں سے آ کر ٹکراتی تھیں اور یہ رکاب سے رکاب ملائے آپس میں باتیں کرتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ یمن و یسار کی جو ترتیب تھی اس میں بھی فرق نہیں آیا۔ دوسرے کنارے پہ ایلانی یہ حیرت انگیز تماشا دیکھ رہے تھے جو سب فوج بالکل کنارے کے قریب آگئی تو ان کو خیال ہوا کہ یہ آدمی نہیں جن ہیں۔ چنانچہ دیوان آمدند، دیوان آمدند کہتے ہوئے بھاگے۔

۲۔ یرموک کی لڑائی میں حبّاش بن قیس جو ایک بہادر سپاہی تھے، بڑی جانبازی سے لڑ رہے تھے۔ اسی اثنا میں کسی نے ان کے پاؤں پر تلوار ماری۔ اور ایک پاؤں کٹ کر الگ ہو گیا۔ حبّاش کو خبر تک نہ ہوئی، تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو دھونڈنے لگے کہ میرا پاؤں کیا ہوا۔ ان کے قبیلے کے لوگ ہمیشہ اس واقعہ پر فخر کرتے تھے۔ چنانچہ سوار بن وقی ایک شاعر نے کہا۔

ومنا ابن عتاب وما شدّ رجلاً
ومنا الذی الح الح الح حاجباً

دوسرا اصول جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ ذکر اللہ ہے۔ خدا کی یاد اور اللہ کا ذکر ذکر اللہ تو ہر وقت ہونا چاہئے۔ لیکن سنگامی حالات اور جہاد کے وقت خدا کا ذکر بہت زیادہ کرنا چاہئے۔ اسی لئے یہاں لفظ کثیراً بڑھایا گیا ہے۔ خدا کے ذکر کو مسلمانوں کی کامیابی میں بڑا دخل ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑا ہتھیار ہے جس سے غیر مسلم محروم ہے۔ اللہ کے ذکر سے دل میں جمعیت اور اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ اور قلبی طمانیت سے جنگ بہتر طریقہ سے لڑی جاسکتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے :

الذین آمنوا وتطمئن قلوبهم
بذكر الله الا بذكر الله تطمئن القلوب

وہ لوگ جو ایمان لائے اور چین پاتے
ہیں ان کے دل اللہ کی یاد سے۔ یاد رکھو

اللہ کی یاد ہی سے چین پاتے ہیں دل

غزوہ بدر کے موقع پر حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں آپؐ کا حال معلوم کرنے گیا۔ دیکھا کہ آپؐ مسجد میں یا حق یا قیوم یا قیوم یا قیوم فرماتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کو یہ دعائیہ کلمات پڑھتے ہوئے پایا۔

بات دراصل یہ ہے کہ مسلمان کی جنگ خدا کی رضا کے لئے ہوتی ہے۔ وہ جتنا بھی اللہ کو یاد کرے گا۔ اتنا ہی اللہ کی رحمت شامل حال ہوگی۔

حضرت گنگوہی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کو جب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں گرفتار کر کے انگریز حاکم کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ حاکم نے مختلف سوالات آپ سے کئے۔ اور آپ نے حقیقت حال کے موافق جوابات دئے۔ حاکم نے سوال کیا۔ ”رشید احمد تم نے مفسدوں کا ساتھ دیا؟“ آپ نے جواب دیا۔ ”ہمارا کام فساد کا نہیں نہ ہم مفسدوں کے ساتھی ہیں۔“ حاکم نے سوال کیا۔ ”تم نے سرکار کے مقابلہ میں ہتھیار اٹھائے؟“ آپ نے اپنی تسبیح کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ”ہمارا ہتھیار تو یہ ہے۔“ اس جواب کا مقصد یہ تھا کہ مومن کے پاس خدا کی یاد ایک بہت بڑا ہتھیار ہے۔

مسلمانوں کی موثر نماز یرموک کی لڑائی شروع ہونے سے قبل رویوں کے سردار بالمان نے ایک سفیر خارج حضرت ابو عبیدہ کے پاس بھیجا۔ قاصد خارج جس وقت پہنچا شام ہو چکی تھی۔ ذرا دیر کے بعد مغرب کی نماز شروع ہوئی۔ مسلمان جس ذوق و شوق سے تکبیر کہہ کر کھڑے ہوئے۔ اور جس محویت سکون و وقار ادب و خضوع سے انہوں نے نماز ادا کی۔ قاصد نہایت حیرت و استعجاب کی نگاہ سے دیکھتا رہا۔ مسلمانوں کی یہی ”ذکر اللہ“ کی ادا دیکھ کر اس سے نہ ہل گیا۔ اور ابو عبیدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ سوالات کر کے کلمہ توحید پڑھ کے مسلمان ہو گیا۔

اطاعت خدا و رسول تیسرا اصول خدا اور رسول کی اطاعت ہے۔ خدا اور رسول کی فرمانبرداری ہر وقت فرض اور ضروری ہے۔ مگر جنگ کے دوران اسکی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ ہم اگر خدا کی مدد کے خواستگار ہیں۔ تو اس کے احکام پر چلنا ہوگا۔ خدا کی نصرت کے وعدے سب اس کی اطاعت پر موقوف ہیں۔ جب ہم جنگ اسکی رضا کے لئے لڑ رہے ہیں۔ تو اس کے احکام کو ماننا بھی ہمارے لئے ضروری ہوگا۔ جنگ کے دوران خدا اور رسول کے احکام کی معمولی سی خلاف درندی بھی فتح کو شکست سے بدل دیتی ہے۔ غزوہ احراء میں مسلمانوں کی ہزیمت کے جن اسباب کا ذکر سورہ آل عمران میں ہے ان میں اہم ترین سبب یہ ہے۔ (اور تم نے نافرمانی کی

بعد اس کے کہ تم کو دکھا چکا تھا یہی خوشی کی چیز۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تیر اندازوں کو خاص جگہ پر متعین فرمایا۔ انہوں نے آپ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور اس مورچہ کو چھوڑ کر مال غنیمت جمع کرنے میں لگ گئے تو اس گروہ کی خلاف ورزی سے ساری فوج کی کامیابی ناکامی میں بدل گئی۔ اور ستر جلیل القدر صحابہ کرام کو جام شہادت نوش کرنا پڑا۔

غزوہ اہزاب سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس صبح کے وقت مدینہ تشریف لائے تو ظہر کے وقت حضرت جبریل جنگی لباس پہنے ہوئے تشریف لائے۔ اور حضور سے مخاطب ہوئے۔ اوقد صنعت السلاح یا رسول اللہ۔ کیا آپ نے ہتھیار رکھ لئے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ ہاں۔ جبریل نے فرمایا میں نے تو ابھی ہتھیار نہیں اتارے۔ حضور نے فرمایا اب کہاں کا ارادہ ہے۔ جبریل نے فرمایا کہ اللہ کا حکم ہے کہ یہود کے قبیلہ بنو قریظہ کا قلع قمع کرنا ہے۔ حضور نے منادی کا حکم دیا کہ مدینہ میں یہ آواز دو من کات سامعاً مطیعاً فلا یصلین العصر الا فی بنی قریظہ۔ (جو بھی حکم سننے والا اور فرمانبردار ہو وہ آج عصر کی نماز بنو قریظہ میں پڑھے) لفظ سامعاً و مطیعاً قابل غور ہے۔ صحابہ کرام بچتے ہوئے پندرہ روزہ جنگی مہم ”خندق“ سے ابھی واپس ہوئے تھے۔ لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دوبارہ فوراً جنگ کی اپیل کی گئی تو سب صحابہ کرام اطاعت کا ثبوت دیتے ہوئے چل پڑے۔

چوتھا اصول اتحاد اور تفرقہ اندازی سے اجتناب ہے۔ درحقیقت دشمن پر عرب جب طاری ہوگا کہ ہم آپس میں متحد و متفق رہیں۔ اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کفار کا مقابلہ کریں۔ خدا کو بھی ان ہی لوگوں سے محبت ہے۔ جو متفقہ طور پر دشمن کا مقابلہ کریں۔ ارشاد خداوندی ہے :

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفَا كَانَهُمْ بِنِيَّاتٍ
اللہ چاہتا ہے ان لوگوں کو جو لڑتے ہیں اسکی
راہ میں قطار باندھ کر کہ گویا وہ سیسہ پلائی
مرصوع۔ ہوئی دیوار ہیں۔

اگر ہم نے اتفاق و اتحاد سے دشمن کا مقابلہ نہ کیا۔ اور آپس میں اختلافات ہو گئے تو قرآن نے خود اس کے برے نتائج سے ہم کو آگاہ کیا ہے۔ کہ فتقشوا و تذهب ریحکم (پس نامرد اور بزدل ہو جاؤ گے۔ اور باقی رہے گی)۔ باب ہزیمت میں ارشاد ہے

حتیٰ اذا فشتہ روتنا ذعتہ فی الامر۔ (یہاں تک کہ جب تم نے غامدی کی اور کام میں جھگڑا ڈالا) مسلمانوں کا ہمیشہ شعار رہا ہے کہ وہ متحد و متفق ہو کر دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور اپنی صفوں میں خلفشار سے احتراز کرتے ہیں۔ شہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "ذات السلاسل" کی طرف "قضاء" کی سرکوبی کے لئے حضرت عمرو بن العاصؓ کو تین سو صحابہ کی جماعت کے ساتھ روانہ کیا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ کفار کی جماعت بہت زیادہ ہے۔ رافع بن مکیث کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مزید امداد طلب کرنے کے لئے بھیجا۔ آپؐ نے حضرت ابو عبیدہؓ کی سرکردگی میں دو سو صحابہ کا لشکر روانہ فرمایا۔ جس میں حضرت ابو بکر و عمرؓ بھی تھے۔ آپؐ نے ابو عبیدہؓ کو رخصت کرتے وقت نصیحت فرمائی۔۔۔

ان یکونا جمیعاً ولا یختلفا۔ (کہ تم دونوں اتفاق سے کام چلانا۔ اختلاف مت پیدا کرنا۔) نماز کا وقت ہو گیا۔ ابو عبیدہؓ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھنے لگے۔ عمرو بن العاصؓ نے فرمایا۔ امیر میں ہوں آپ کو صرف مدد کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ابو عبیدہؓ نے فرمایا نہیں تم اپنی فوج کے امیر اور میں اپنی فوج کا امیر۔ ابو عبیدہؓ حالات کی نزاکت کو سمجھ گئے۔ اور عمروؓ سے مخاطب ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت ہے کہ آپس میں اختلاف مت کرو۔ میں آپؐ کے حکم کے مطابق چلوں گا۔ چنانچہ عمروؓ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی اور ان کی زیر سرکردگی یہ معرکہ سرانجام ہوا۔

حضرت عمرؓ نے جب حضرت خالدؓ کو معزول کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو حضرت ابو عبیدہؓ کو خط لکھا کہ خالدؓ کے فیاضانہ اخراجات کے بارے میں ان سے پوچھو کہ یہ اپنی گھر سے کرتے ہیں تو یہ اسراف ہے۔ اور اگر بیت المال سے کرتے ہیں تو خیانت ہے۔ دونوں معزولی کے لائق ہیں۔ خالدؓ جس کیفیت سے معزول کئے گئے وہ سننے کے قابل ہے۔ قاصد نے جو معزولی کا خط لیکر آیا تھا مجمع عام میں خالدؓ سے پوچھا کہ یہ انعام تم نے کہاں سے دیا۔ خالدؓ نے اپنی خطا کا اقرار کر لیتے تو حضرت عمرؓ کا حکم تھا کہ ان سے درگزر کی جائے۔ لیکن وہ خطا کے اقرار کرنے پر راضی نہ تھے۔ مجبوراً قاصد نے معزولی کی علامت کے طور پر ان کے سر سے ٹوپی اتار لی۔ اور ان کی سرتابی کی سزا کیلئے انہی کے عمامہ سے انکی گردن باندھی۔ یہ واقعہ کچھ کم حیرت انگیز نہیں۔ کہ ایسا سپہ سالار جس کا نظیر تمام اسلام میں کوئی شخص موجود نہیں تھا۔ اور جس کی تلوار نے عراق و شام کا فیصلہ کر دیا تھا۔ اس طرح ذیل کیا جا رہا ہے اور مطلق و مہ نہیں مارتا۔ اس سے ایک طرف تو خالدؓ کی نیک نفسی اور حق پرستی کی شہادت ملتی ہے اور دوسری طرف حضرت عمرؓ کی سطوت و

جلال کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور تیسرے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ مسلمان کس طرح اتحاد و اتفاق سے اپنے مسائل حل کر لیتے ہیں۔ استغنے بڑے عظیم فوجی جرنیل کی طرف سے کس قدر اتحاد کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔

پانچواں اصول صبر ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جنگ میں تکالیف اور پریشانیوں کا سامنا صبر کرنا پڑتا ہے۔ ایک مومن ان سب پریشانیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے۔ وہ ہمت نہیں ہارتا۔ جانی اور مالی نقصان پر اللہ کی طرف سے انعام کا یقین رکھتا ہے۔ اس کو پہلے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مجھے ان سب مشکل راستوں سے گزرنا پڑے گا۔ مگر وہ اللہ کی طرف کئے ہوئے وعدوں پر ایمان رکھتے ہوئے ہمت و استقلال سے مردانہ وار مشکلات کا مقابلہ کرتا ہے۔

فصل کے محاذ پر جب رومیوں اور مسلمانوں کا مقابلہ ہوا تو حضرت ابو عبیدہؓ نے ساری فوج کا چکر لگایا اور ایک ایک علم کے پاس کھڑے ہو کر کہتے :

عباد اللہ استوجبوا من اللہ النصر

اے خدا کے بندو۔ خدا سے مدد چاہتے ہو

بالصبر فان اللہ مع الصابرين۔

تو صبر کرو۔ کیونکہ خدا صبر کرنے والوں کیساتھ ہے۔

چھٹا اصول فخر و غرور اور نمود و نمائش سے احتراز ہے۔ اسلام میں جہاد تکبر سے احتراز محض ہنگامہ کشت و خون نہیں بلکہ عظیم الشان عبادت ہے۔ عبادت کو دکھانے یا غرور کے لئے کرے تو وہ قبول نہیں۔ فخر و غرور اور ظاہری نمود و نمائش کافروں کا شیوہ ہے۔

ابو جہل غزوہ بدر کے موقع پر بڑے دھوم دھام اور باجے گاجے کے ساتھ نکلا تھا۔ تاکہ مسلمان مرعوب ہو جائیں اور دوسرے قبائل پر دھاکس بیٹھ جائے۔ راستہ میں اسکو ابوسفیان کا پیام ملا کہ قافلہ سخت خطرہ سے بچ نکلا ہے۔ اب تم مکہ کو لوٹ جاؤ۔ ابو جہل نے نہایت غرور سے کہا کہ ہم اس وقت واپس جاسکتے ہیں۔ جبکہ بدر کے چشمہ پر پہنچ کر مجلس طرب و نشاط منعقد کر لیں۔ گانے والی عورتیں خوشی اور کامیابی کے گیت گائیں۔ شرابیں پیئیں۔ مزے اڑائیں۔ اور تین دن تک اونٹ ذبح کر کے قبائل عرب کی ضیافت کی جائے۔ تاکہ یہ دن عرب میں ہمیشہ یاد رہے۔ ابو جہل کے ایک ایک لفظ سے غرور و تکبر ٹپک رہا ہے۔ وہ اپنے ساز و سامان اور قوت میں سرشار ہو کر اپنی بڑائی کا اعلان کر رہا ہے کہ وہ مادی وسائل پر

مغز وہ ہو کہ مظلوم و مقہور قدموں پر دست اندازی کرتا ہے۔ مسلمانوں کو اس چیز سے سختی سے روکا ہے۔ کہ تم یہ مقہوریت تکبر اور فخر و غرور کے کلمات زبان سے مت نکالو۔ بلکہ خدا کے سامنے عجز و انکساری اختیار کرو۔ اور اس کے رحم و کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے آگے بڑھتے جاؤ۔ کفر نے جب تعلیٰ اور تکبر کا انداز اختیار کیا ہے۔ شکست اس کے لئے مقدر ہو گئی ہے۔ آج پھر ہندوستان کافروں کے اس نعرہ غرور و تکبر کو ادنچا کرتے ہوئے مسلمانوں کو ہلاکار رہا ہے۔ وہ اپنے مغربی دوستوں سے حاصل کئے ہوئے بے پناہ اسلحہ کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ اور پاکستان پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھ رہا ہے جس طرح ہمارے اسلاف نے گزشتہ زمانوں میں کافروں کے منصوبوں کو خاک میں ملایا ہے۔ آج بھی مسلمان انشاء اللہ اس کافر قوم کو شکست دے کر چھوڑے گا۔

ہندو قوم کی ذہنیت کا اندازہ ہمیں اٹھارہ سال سے ہو رہا ہے۔ اس قوم کا فلسفہ عجیب ہے۔ مظلوم و مجبور اقلیتوں پر مظالم ڈھا کر ہندو اپنی بہادری کا سکھ جھاتے ہیں۔ عیاری اور مکاری سے امریکہ اور یورپین ممالک سے بے پناہ اسلحہ چین کا نام لے کر حاصل کر لیا ہے۔ اب وہ اسلحہ پاکستان کے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے۔ مظلوم اور مجبور مسلمان جو چھ کر وڑ کی تعداد میں وہاں بستے ہیں ان پر آئے دن ظلم کرنا ان کا مشغلہ اور کھیل ہے۔ ہاں اگر کوئی عظیم طاقت ان پر مسلط ہو جائے تو دم دبا کر بھاگتے ہیں۔ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اس کے اپنے قوانین ہیں۔ بین الاقوامی کا لحاظ تو درکنار اپنے کئے ہوئے وعدوں کا جلدی سے بھلا دینا یہ اس کا آئے دن شیوہ ہے۔ اب سے چودہ سو سال قبل ہندو ذہنیت کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ فرمائیے :

سنو ۱۰ ربيع الاول کے مہینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو چار سو صحابہ کا لشکر دے کر نجران میں قبیلہ بنو حارث بن کعب کے پاس بھیجا۔ آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ تین بار نجران کے ان عیسائیوں کو اسلام کی دعوت دو۔ اگر اسلام لے آئے تو کچھ نہ کہو بلکہ اسلام کی تعلیم ان کو دے دو۔ اور اگر نہ مانیں تو پھر ان سے جہاد کرو۔ حضرت خالد بن نجران آئے اور اسلام کی دعوت ان کو دی۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ خالدؓ نے اس کی اطلاع بارگاہ نبوت میں دے دی۔ کہ یہ قوم مسلمان ہو چکی ہے۔ آپؐ نے خالد کو جواب تحریر فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اللہ نے اس قوم کو تم بھی واپس آ جاؤ اور بنو حارث

کا ایک وفد بھی تمہارے ہمراہ آجائے۔ حضرت خالد روانہ ہوئے ان کے ہمراہ بنو حارث کا چھ ارکان پر مشتمل ایک وفد بھی تھا۔ جب یہ مدینہ پہنچے تو حضورؐ نے ان کو دیکھ کر فرمایا: من هؤلاء القوم کانهم رجال الهند۔ (یہ کون لوگ ہیں۔ یہ تو گویا ہندوستان کے رہنے والے معلوم ہوتے ہیں۔) عرض کیا گیا حضرت یہ بنو حارث قبیلہ کے لوگ ہیں۔ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے کلمہ پڑھا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: انتم الذین اذا زجروا استقدموا۔ (تم وہ لوگ ہو جب تم پر دباؤ ڈالا جائے تو تمہارے پاس آتے ہو۔) ان میں سے کسی نے جواب نہیں دیا۔ حضورؐ نے چار مرتبہ یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ چوتھی مرتبہ وفد کے رکن یزید بن عبد المدان نے جواب دیا: نحن الذین اذا زجروا استقدمنا۔ (واقعی ہم ایسے لوگ ہیں کہ بغیر دباؤ ڈالے ہم نہیں آتے۔) چار مرتبہ انہوں نے یہ الفاظ دہرائے۔ آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لو ان خالد بن الولید لم یکتب	اگر خالد تمہارے بغیر قال کے اسلام کی اطلاع
الّٰی فیکم انکم اسلمتم ولم	نہ دیتے تو تمہارے سروں کو تمہارے قدموں
تقاتلوا لاقیت رؤسکم تحت	کے نیچے ڈال دیتا۔
اقدامکم۔	

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندو ذہنیت کا جو تجزیہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔ ہندو ذہنیت مظلوم پر ظلم روا رکھتا ہے۔ اور اپنے سے برتر کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتا ہے۔ ہندو قوم سے کوئی خیر کی توقع نہیں ہے۔ مسلمانوں کی عالی حوصلگی دیکھئے ایک ہزار سال تک انہوں نے ہندوستان پر حکومت کی۔ مگر عدل و انصاف اور اسلامی مساوات کے اصولوں کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔

ہندوؤں نے اپنی چند سالہ حکومت میں یہ دکھلا دیا کہ ان کے ہاں کوئی اصول نہیں۔ اور حکومت کے لئے جو بلند حوصلگی اور عالی ظرفی ضروری ہوتی ہے۔ یہ اس سے محروم ہے۔

آئیے! اس سنئے سامراج کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم ان چھ اصولوں پر عمل کریں جن پر عمل کرنے سے اللہ کی طرف سے کامیابی کی ضمانت دی گئی ہے۔ وہ چھ اصول یہ ہیں:-

- ۱۔ ثابت قدمی
- ۲۔ خدا کا ذکر
- ۳۔ خدا اور رسول کی اطاعت
- ۴۔ اتحاد و اتفاق
- ۵۔ صبر
- ۶۔ فخر و غرور اور نمود و نمائش سے احتراز۔